جمہوریت چونکہ سرمایہ وارانہ نظام کی فرع ہے لہذا سرمایہ درارانہ نظام میں ان سب برائیوں کا ہونا ضروری ہے۔

اس کے ساتھ ہی بجٹ اور دیگر ملکی وسائل میں کوئی معتد بہ اضافہ محالات میں سے ہے۔ کیونکہ زمین کسی خاص حد تک ہی دولت اگل سکتی ہے اس لئے اسلام کے تقاضے پورے کرنے سے قاصر رہے گی۔ لہذا حج پر پابندی۔ افزائش آبادی پر پابندی۔ قربانی کے لئے مویشی ذبح کرنے پر پابندی کہ کم ہو جائیں گے اور ایسی ہی اور بہت سی پابندیاں لاگو ہوں گی اور اسلام وسعت حدود کے ساتھ تعداد ازواج اور کثرت افزائش اولاد کا قابل حر کی دین اس کے اندر دم گھٹ کر رہ جائے گا۔ اور لوگ مسلمان نہیں ہوں گے بلکہ کچھ اور ہوں گے۔

۶۔ جمہوریت میں پارلیمنٹ کے اندر دو گروہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک حزب اقتدار اور دوسرا حزب اختلاف۔ حزب اقتدار کا مقصد اپنی مرضی کے مطابق قوانین بنانا اور عوام پر ٹھونسنا ہوتا ہے جب کہ حزب اختلاف کی غرض وغایت حزب اقتدار کی ہر بات کی مخالفت ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر حزب اقتدار شریعت بل بھی پیش کرے تو حزب اختلاف اس کی بھی مخالفت کرے گی۔ اس کے برعکس اسلام کے نظام حکومت میں نہ کوئی حزب اختلاف ہے اور نہ کوئی حزب اقتدار بلکہ پارلیمنٹ کا ہر ممبر حزب اقتدار میں بھی ہے اور حزب اختلاف میں بھی سربراہ مملکت اگر درست بات کرتا ہے تو پارلیمنٹ کا ہر فرد اس کی حمایت کرے گا لیکن اگر وہ نادرست اور غلط بات کرتا ہے تو ہر فرد کا یہ حق ہے کہ اس کی مخالفت کرے، اس کو راہ راست پر لائے۔ اس بات کو مختصر لفظوں میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ جمہوریت میں اختلاف (Agree to differ) کے اصول کے تحت ہوتا ہے جب کہ اسلام میں اختلاف کی بنیاد (Differ to Agree) اصول کے تحت ہوتی ہے۔

۷۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ جمہوریت میں عوام اور جمہور کی حکومت ہوتی ہے یہ سراسر غلط ہے۔ جمہوریت بھی بالواسطہ ایک ڈکٹیٹر شپ ہوتی ہے بلکہ عام ڈکٹیٹر شپ سے زیادہ بد تر ہوتی ہے، کیونکہ ڈکٹیٹر شپ میں تو پھر بھی کچھ احتجاج ہو سکتا ہے، لیکن جمہوریت کے بارہ میں عوام کو یہ فریب دیا جاتا ہے کہ حکومت تو تمہاری اپنی ہے تمہی نے ووٹ دے کر ہمیں اپنے نمائندے مقرر کیا تھا، لہذا ہم کچھ نہیں کر رہے بلکہ تم ہی سب کچھ کر رہے ہو۔ اس طریقہ سے عوام کے احتجاج کا گلہ گھونٹ دیا جاتا ہے۔

جمہوریت کس طرح ڈکٹیٹر شپ ہے؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جمہوریت میں وزیر اعظم ملک کے سیاہ وسفید کا مالک ہوتا ہے۔ وہ اکثر قانون پہلے نافذ کرتا ہے اور پارلیمنٹ سے منظوری بعد میں لیتا ہے۔ اور اس کی پارٹی کے افراد اس کو منظوری دینے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

سید عطاء المحسن بخاری

(قسط اول)

ختمِ نبوّت

۱- نبوت نہ تو محض فکر کی بلندی کا نام ہے، نہ محض عملی صلاحیتوں کا اور نہ نبوت محض ظاہری تہذیبی و ثقافتی تبدیلیوں کا نام ہے بلکہ نبوت ایک ایسی قوتِ قدسیہ نبی کے جسم و روح میں پیدا کی جاتی ہے جو تمام عناصر لطیفہ پر ہر اعتبار سے غالب رہتی ہے، مثلاً ناطقہ، عاقلہ، عاملہ، یعنی عقیدہ، عبادت خلق، تدبیر منزل، سیاست مُدن، حکمتِ ادیان، حکمت ابدان غرضیکہ تمام جواھر سے مرصع ہوتا ہے اسکے معاملہ، قول و عمل میں جھول نہیں ہوتا۔

۲- نبوت ایک ایسا مقام و مرتبہ ہے جو محنت اور کسب سے حاصل نہیں ہوتا۔ نبوت اجتبائی منصب ہے جو وھبی نعمت ہے اور دنیا وآخرت کی تمام نعمتوں شرفوں، اور بزرگیوں سے بہتر و برتر ہے۔

۳- نبوت و عصمت گل و بلبل کی طرح لازم و ملزوم ہیں، عصمت ہی ایک ایسی صفتِ لازمہ ہے جو وحی والہام کی گراں باری برداشت کر سکتی ہے فرماں برداری، اطاعت کاملہ بھی عصمت کا خاصہ ہے۔

۴- جس قدسی صفت کو نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے وہ اپنے عہد و زمانہ میں اپنی مثال آپ ہوتا ہے، وہ زمانہ بھر میں ممتاز ہوتا ہے، اسکی زندگی بے داغ ہوتی ہے وہ دل و نگاہ کا پاکباز ہوتا ہے نہ اسکی آنکھ آلودہ ہوتی ہے نہ دل میلا ہوتا ہے۔ معصوم ہوتا ہے یعنی گناہ نہ کرے نہ پر اسے کامل قدرت حاصل ہوتی ہے دنیا کی کوئی ترغیب اسے مفاہمت پر آمادہ نہیں کر سکتی!

۵- نبی اپنے عہد کا سب سے مہذب انسان ہوتا ہے وہ خود تہذیب عطاء کرتا ہے وہ مروج تہذیبوں سے مفاہمت نہیں کرتا بلکہ اپنے عہد کی تہذیبوں کو ضلٰلِ مبین کہتا ہے اسکے علی الرغم اسکی مخالف سمت میں چلتا ہے۔

۶- نبی متحرک زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی دین عطا کرتا ہے۔ وہ ملوکیت و سیاست ہو یا علم و حکمت ہو یا رشد و ہدایت ہو نبی اپنی استعداد کے اعتبار سے تمام مادی نظاموں پر حاوی ہوتا ہے۔

۷- نبی کو وحی والہام کے ذریعہ روح و جسم کا وہ منصب عطاء ہوتا ہے جو جہانوں میں کسی شخص کو نصیب نہیں ہوتا، نبی مجموعہ کمالات ہوتا ہے وہ بیک وقت روح کو بالیدگی بخشتا ہے اور جسم کو مطیع و فرماں بردار بناتا ہے مادے کو سکون دیتا ہے اور ارجی کے درجُت بلند کرتا ہے۔

(بہ فیض قرآن کریم۔ بہ فیض ترجمان السنہ ج ۳)

۸- اللہ کے سوا ہر چیز کی ابتداء و انتہا ہے یہ ایک مسلم قانون ہے اسی طرح نبوت کی بھی ابتداء و

انتہاء کا ہونا بہت ضروری ہے، اور نبوت کی ابتدا اور انتہا ہے بھی، انسانی زندگی کا آغاز بھی طفولیت سے ہے۔ بہ تدریج انسانی جسم و عقل میں ترقی ہوتی گئی، تو جس طرح عہد طفولیت کا لباس جسمانی و بدنی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے اسی طرح عقل و شعور انسان کی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی لباس (بھی بدلتا رہا) یعنی شریعت کا بدل جانا بھی ضروری تھا اس لئے مختلف نبوتیں اور شریعتیں آتی رہیں مگر جب عقل و شعور انسانی کی نشوونما مکمل ہوئی جب عقل اپنے عروج پر پہنچی تو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور کائنات انسانی کے لئے کامل شریعت و نبوت کی نعمت نازل کی گئی۔

۹۔ ختم نبوت کا مسئلہ اسلامی تاریخ کے کسی بھی دور میں متنازعہ نہیں رہا نہ ہی اس مسئلہ میں شکوک و شبہات پیدا کئے گئے نہ ہی اس پر کبھی بحث و مباحثہ ہوا نہ مناظروں تک نوبت پہنچی نہ اس قسم کی گفتگو کی ضرورت محسوس کی گئی، یہ ایسا اجماعی اور متفقہ مسئلہ تھا کہ اسکی بنیاد پر مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد واجب قرار دیا گیا اور اسود عنسی جیسے موذیوں کا راج پاٹ فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

۱۰۔ قرآنی آیات اور حضرت خاتم النبیین ﷺ کی تشریحات سے یہ مسئلہ اتنا واضح اور روشن تھا کہ عہد صحابہؓ، تابعین تبع تابعین سے لیکر اورنگزیب کے عہد تک جب بھی کسی شخص نے رداء نبوت چوری کرنے کی کوشش کی تو جہاد کی ابدی حقیقت کے جذبہ سے سرشار حکام نے ایسے وجود نامسعود سے دھرتی کو پاک کر دیا، اور جب تک مؤمن حکمران موجود رہے کسی متنفس کو بھی اس چمن میں گندے پاؤں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

۱۱۔ انگریز ملعون نے جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کے سیاسی اقتدار پر قبضہ و تسلط کے بعد جہاں مسلمانوں کی معاشی قوت پامال کی وہیں اسی خبیث نے یہ بھی ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کی دینی قوت، حمیت و غیرت پر کاری ضرب لگائی جائے چنانچہ فرنگی نے برصغیر میں تشکیک و ارتیاب کی فضا پیدا کی اور بڑی منصوبہ بندی سے مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ ختم نبوت میں فکری دراڑ ڈالی اور یہ انگریز کا وہ مذہبی فتنہ ہے جس نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا، اس ابلیسی مقصدیت کے لئے فرنگی نے پنجاب کے پشتینی غدار اور ٹوڈیوں میں سے وہ فرزند ناہموار ہتھیایا جس نے نہ صرف وحدت امت کی چولیں ڈھیلی کر دیں بلکہ مستقل ایک مرتد فرقہ بنانے میں بھی کامیاب ہو گیا!

۱۲۔ فرقہ مرتدہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے علم میں یہ بات تھی کہ جب بھی کسی نے سر اٹھایا ہے اور نبوت کی ٹھانی ہے تو جہاد کے متوالوں نے اس کی سرکوبی کی ہے اور ایسے مردود کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے غلام احمد قادیانی نے دین کی روح جہاد کی نفی کو اپنا ٹارگٹ بنایا اور بڑی تدبیر و تدریج سے مناظر اسلام سے لیکر مدعی نبوت تک کے مراحل طے کئے نبوت کا دعویٰ کرتے ہی سب سے پہلے غلام احمد قادیانی نے جس مسئلہ پر شب خون مارا وہ جہاد ہی تھا کہ اس جہاد کو ختم کرنے سے ہی اس کے آقایانِ ولی نعمت کے